Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۲۲۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم بدھ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۵ پیسے

جلد ۶۷/۳۲	یکم صفر ۱۳۹۸ھ ۔ ۱۱ صلح ۱۳۵۷ہش ۔ ۱۱ جنوری ۱۹۷۸ء	نمبر ۹

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۱ صلح۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ

احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے، برکتوں سے معمور لمبی زندگی دے اور ہر طرح حضور کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اکثر لوگ دُعا کی فلاسفی سے ناواقف ہیں

دراصل دُعا کرنا ایک قسم کی موت کا اختیار کرنا ہوتا ہے

"میرا مذہب بیماریوں سے دُعا کے ذریعہ سے شفا کے متعلق ایسا ہے کہ جتنا میرے دل میں ہے اتنا میں ظاہر نہیں کر سکتا۔ طبیب ایک حد تک چل کر ٹھہر جاتا ہے اور مایوس ہو جاتا ہے مگر اس کے آگے خدا تعالیٰ دُعا کے ذریعہ سے راہ کھول دیتا ہے۔ خدا شناسی اور خدا تعالیٰ پر توکّل اسی کا نام ہے کہ جو حدیں لوگوں نے مقرر کی ہوئی ہیں ان سے بڑھ کر رجا پیدا ہو ورنہ اس میں تو آدمی زندہ ہی مر جاتا ہے۔ اِس جگہ سے اللہ تعالیٰ کی شناخت شروع ہو جاتی ہے مجھے ایسے معاملات میں مولوی رومی کا یہ شعر بہت پسند آیا ہے ؎

اے کہ خواندی حکمتِ یونانیاں ٭ حکمتِ ایمانیاں را ہم بخواں

عام لوگوں کے نزدیک جب کوئی معاملہ یاس کی حالت تک پہنچ جاتا ہے خدا تعالیٰ اندر ہی اندر تصرفات شروع کرتا ہے اور معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔

دعا کے واسطے بہت لوگوں کے خطوط آتے ہیں۔ ہر ایک کے لئے جو دعا کے واسطے لکھتا ہے دعا کرتا ہوں لیکن اکثر لوگ دعا کی فلاسفی سے ناواقف ہیں اور نہیں جانتے کہ دعا کے ٹھیک ٹھکانہ پر پہنچنے کے واسطے کس قدر توجہ اور محنت درکار ہے۔ دراصل دعا کرنا ایک قسم کی موت کا اختیار کرنا ہوتا ہے۔"

(الحکم ۱۰ر جولائی ۱۹۰۵ء)

"ہمارا تو اصل مذہب یہی ہے کہ اگر تمام دُنیا کے طبیب نامید ہو جائیں اور موت کا فتویٰ لگائیں پھر بھی روحانی اسباب کے میسر آنے پر اور کافی توجہ کے پیدا ہونے پر دعا قبول ہو کر شفا ہو جاتی ہے۔"

(بدر ۶ر جولائی ۱۹۰۵ء)

میرے بیٹے عزیزم چوہدری عبدالکریم خان شاہد کاٹھ گڑھی واقفِ زندگی مربی سلسلہ بیماری کے باعث دائیں گھٹنے کے فریکچر کی وجہ سے صاحبِ فراش ہیں۔ مسلسل کئی ماہ ریڈیم وارڈ میو ہسپتال لاہور میں داخل رہے اب تیسری بار دائیں ٹانگ پر پلستر لگایا گیا ہے دو ماہ کے بعد پھر میو ہسپتال جانا ہوگا۔ عزیز کی لمبی تکلیف اور معذوری کے باعث قدرتی طور پر ہم بہت پریشان ہیں۔ احبابِ کرام و بزرگانِ سلسلہ سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ کامل صحت عطا فرمائے۔ آمین

(خاکسار عبدالعزیز خاں کاٹھ گڑھی محلہ دارالعلوم غربی۔ ربوہ)

خاکسار کے چھوٹے بیٹے عزیزم مبارک احمد ایم۔ ایس سی پروفیسر فزکس حال مقیم اوچے بواڈے نائیجیریا کو اللہ تعالیٰ نے ۵ جنوری ۱۹۷۸ء کو دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت بچے کا نام عبدالغفار تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم ملک عبدالمالک خان صاحب آف لاہور کا نواسہ ہے۔

احبابِ جماعت سے نومولود کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر اور قرۃ العین ہونے کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

(محمد اسمٰعیل خوشنویس فیکٹری ایریا ربوہ)

قائدین کرام فوری توجہ فرماویں

اگلے دو سالوں ۷۹-۱۹۷۷ء کے لئے قائدین کے انتخابات یکم اکتوبر تک مکمل ہو جانے چاہئیں تھے۔ ابھی تک بعض مجالس میں قائدین کے انتخابات نہیں ہوئے۔ ایسی مجالس کے قائدین کرام فوری طور پر انتخابات کروا کر رپورٹ صدر محترم کی خدمت میں ارسال فرما دیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

پبلشر: مسعود احمد ٭ پرنٹر: سید عبدالحی ٭ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۱۱؍جنوری ۱۹۷۸ء

روزنامہ
الفضل ربوہ
۱۱؍صلح ۱۳۵۷ ہش
۱۱؍جنوری ۱۹۷۸ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک حقیقتِ کبریٰ جس سے فی زمانہ دُنیا بے خبر ہے

دنیا کے حالات پر اگر نظر ڈالی جائے تو انفرادی اور اجتماعی لحاظ سے ایک عجیب کیفیت سامنے آتی ہے۔ اُن معدودے چند لوگوں یا گروہوں کو چھوڑ کر جن کو بصارت کے ساتھ بصیرت بھی عطا کی گئی ہے باقی لوگ اور قومیں سب ہی عمل و کردار کے لحاظ سے بالعموم ایک ہی سانچے میں ڈھلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ وہ سانچہ یہی ہے کہ ہر زور آور کمزور کو دبا رہا ہے، ہر بڑی قوم اپنے سے چھوٹی قوم کو زیر کرنے پر تُلی ہوئی ہے، اکثریت اقلیت کے خلاف من مانی کر رہی ہے۔ اگر کہیں چوری چکاری، اغوا، ڈاکہ زنی، بے ایمانی، ملاوٹ، چور بازاری کا بازار گرم ہے تو کسی قوم میں فحاشی، بے حیائی، فسق و فجور اور معصیت کا زور ہے۔ الغرض دنیا میں ہر جگہ ہی ظلم و فساد کسی نہ کسی شکل میں ضرور موجود ہے۔

ظلم کا یہ چکّر اس لئے چل رہا ہے کہ ہر کسی نے اپنی جگہ یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ اپنی چالاکی اور ہوشیاری سے قانون کی گرفت سے بچ جائے گا اور اگر وہ کارِ قضا پکڑا بھی گیا تو سزا بھگت لے گا یا رشوت دے دلا کر اپنی گلو خلاصی کرا لے گا۔ اور بعض لوگ، طبقے اور قومیں تو اپنی حیثیت اور مرتبہ و مقام کے لحاظ سے اپنے آپ کو قانون سے بالا سمجھتی ہیں اور وہ گل کھلاتی ہیں کہ الامان والحفیظ۔

دراصل اِس زمانہ کے افراد اور قومیں ایک حقیقتِ کبریٰ سے بے خبر ہیں اور اگر بے خبر نہیں بھی ہیں تو اس سے انہوں نے جان بُوجھ کر آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ وہ حقیقتِ کبریٰ یہ ہے کہ ایک برتر و اعلیٰ ہستی جسے ہر قدرت و طاقت حاصل ہے، جو علّام الغیوب ہے، جو رحمٰن و رحیم ہی نہیں بلکہ شدید العقاب بھی ہے ان کی ایک ایک حرکت کو دیکھ رہی ہے، کوئی بات اور کوئی چیز بھی اُس کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ وہ ہستی خدائے احد، حیّ و قیّوم، قادرِ مطلق خدا کی ہستی ہے۔ اُسی نے اِس کائنات کو اپنی قدرتِ کاملہ سے پیدا کیا ہے اور اُسی نے ایک محکم و ابلغ نظام میں اسے باندھا ہوا ہے۔ اس کا ذرہ ذرہ اُس کے تصرّف میں ہے۔ افراد، گروہوں، جماعتوں اور قوموں کے ارادوں، نیّتوں، کرتوتوں اور خفیف سے خفیف حرکتوں، پوشیدہ خیالات، منصوبوں، سکیموں اور باہمی مشوروں کو وہ ہر لحظہ اور ہر آن دیکھ رہا ہے۔ وہ ڈھیل دیتا ہے اور خوب دیتا ہے یہاں تک کہ افراد، پارٹیاں، جماعتیں، جمعیّتیں اور قومیں یہ سمجھنے لگتی ہیں کہ وہ آزاد ہیں جو چاہیں سو کریں کوئی انہیں پوچھنے والا نہیں ہے۔ لیکن جب وہ پکڑنے پر آتا ہے تو اُس کی پکڑ بہت سخت ہوتی ہے۔ کوئی خواہ کتنا ہی زور آور اور صاحب جرأت کیوں نہ ہو اُس کی پکڑ اور گرفت سے نہیں بچ سکتا۔ اُس وقت طاقت و قوّت اور جمعیّت کے سارے گھمنڈ خاک میں مل کر رہ جاتے ہیں اور وہی ہوتا ہے جو خدا نے چاہا تھا یا آئندہ کے لئے وہ چاہتا ہے۔

اِس حقیقتِ کبریٰ کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بڑے ہی دلنشین انداز میں ذکر کیا ہے اور کیا بھی ہے اُن حالات و واقعات کے تعلق میں جب قریش مکہ قوّت و طاقت اور اکثریّت کے گھمنڈ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی مُٹھی بھر جماعت پر ظلم توڑ رہے تھے اور سمجھتے یہ تھے کہ کوئی اُن سے پُوچھنے والا نہیں ہے، وہ اپنی مرضی کے مالک ہیں اور جو چاہیں ان مُٹھی بھر مسلمانوں کے ساتھ کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اُس وقت جبکہ قوّت و اقتدار کے نشہ نے قریش مکہ کو اندھا کر رکھا تھا۔ اِس حقیقت کبریٰ کا ذکر کرتے ہوئے جو اُن کی آنکھ سے یکسر اوجھل ہو چکی تھی مسلمانوں کے لئے تسلّی کے رنگ میں فرمایا:-

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَّمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ
تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ (یونس آیت ۶۲)

ترجمہ:- اور (اے نبی!) تو نہ (کبھی) کسی کام میں (مشغول) ہوتا ہے اور نہ تو اس (کتاب) میں سے کوئی حصہ قرآن پڑھتا ہے اور نہ (ہی) تم سب لوگ) کوئی (اور) کام کرتے ہو مگر (ان سب حالتوں میں) جب تم (اپنے اپنے کام میں پوری) توجہ سے مشغول ہوتے ہو ہم تمہیں دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اور زمین یا آسمان میں کوئی (ایک) ذرہ بھر چیز (بھی) تیرے رب (کی نظر) سے پوشیدہ نہیں ہوتی۔ اور نہ (ہی ذرہ سے) کوئی چھوٹی چیز یا بڑی چیز جو (حقیقت کو) روشن کر دینے والی ایک کتاب میں (مذکور اور موجود) نہ ہو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اِس حقیقتِ کبریٰ کا ذکر کیا ہے کہ خدا تعالےٰ تو وہ ہمہ قدرت و ہمہ طاقت ہستی ہے جس کی نظر سے کوئی چیز اور کوئی بات بھی خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی حتّیٰ کہ ذرّہ سے بھی باریک تر، پوشیدہ رہ ہی نہیں سکتی اِس لئے جو کچھ اِس کائنات میں اور زمین پر ہو رہا ہے یا لوگ کر رہے ہیں اُسے وہ دیکھ رہا ہے سب کچھ ہر دم اور ہر آن اُس کی نگاہ میں ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مظالم کا تختۂ مشق بننے والے مومنوں کو مخاطب کر کے فرمایا وہ تمہاری نیکی اور نیک چلنی، تمہارے تقویٰ اور تقویٰ شعاری کو بھی دیکھ رہا ہے اور دوسری طرف قریشِ مکہ کے کرتوت اور مکر بھی اُس کی نگاہ میں ہیں۔ وہ تم کو تمہاری نیکی اور تقویٰ شعاری کا اجر دے گا اور تمہارے مخالفوں یعنی قریشِ مکہ (جو غالب اکثریت میں ہیں) کو ان کے ظالمانہ کرتوتوں اور فساد انگیزیوں کا مزہ چکھائیگا۔ جب یہ بات ہے تو تمہیں پریشان یا غمگین ہونے کی ضرورت نہیں اِس لئے:-

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۭ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (یونس آیت ۶۶)

ترجمہ:- (چاہیئے کہ) ان کی کوئی (مخالفانہ اور دل آزار) بات تمہیں غمگین نہ کرنے پائے (کیونکہ) کامل غلبہ (و اقتدار) اللہ کو حاصل ہے (اور) وہ خوب سننے والا (اور) جاننے والا ہے (یعنی جو کچھ دل آزار باتیں وہ کر رہے ہیں انہیں وہ سُن رہا ہے اور جو کچھ کرتوت وہ کر رہے ہیں اُن کا اُسے خوب علم ہے۔ کوئی بات اور کوئی کام بھی اُس سے پوشیدہ نہیں ہے)۔

اور پھر اس لئے بھی تمہیں پریشان یا غمگین ہونے کی ضرورت نہیں کہ تم تو اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں شامل ہو اور وہ اپنے دوستوں کو اُن کی کمزوری اور بے بضاعتی کے باوجود بڑے بڑے فضلوں اور فوزِ عظیم سے نوازتا ہے لہذا:-

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (یونس آیت ۶۵)

ترجمہ:- خبردار (ہو کر سُن لو) یقیناً اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خطرہ لاحق ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہمیشہ اللہ سے ڈرتے رہے ان کے لئے دنیوی زندگی میں (بھی) اور آخرت میں (بھی) خوشخبری (ہی خوشخبری) ہے۔ اللہ کی (فرمودہ) باتوں میں (قطعاً) کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یہی (وہ کامیابی ہے جو بڑی) عظیم الشان کامیابی (کہلا سکتی) ہے۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ جو کچھ بھی لوگ انفرادی اور اجتماعی طور پر اس دُنیا میں کرتے ہیں یا کر رہے ہیں وہ ہر لحہ اور ہر آن خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ہے۔ وہ دیکھ رہا ہے کہ کون کیا کر رہا ہے۔ یہی وہ حقیقتِ کبریٰ ہے جسے ماموریں الٰہی کے مخالفین ازمنہ گزشتہ میں فراموش کر کے خسرانِ مبین میں مبتلا ہوتے رہے ہیں اور جسے فی زمانہ اِلّا ماشاء اللہ دنیا کے لوگوں اور اس میں بسنے والی قوموں نے فراموش کر دیا ہے۔ اسی لئے آج دنیا میں دھونس، دھاندلی، ظلم و فساد، بے ایمانی و بد معاشی، بدی و بدکاری اور فسق و فجور کا زور ہے۔ اگر لوگ اِس حقیقتِ کبریٰ سے باخبر ہوتے یا اِس سے انہوں نے آنکھیں بند نہ کی ہوئی ہوتیں تو دنیا میں نافرمانی اور اعتداء کی یہ گرم بازاری کبھی نہ ہوتی اور مقامی اور عالمی سطح پر بے چینی و فساد کا یہ دَور دَورہ نہ ہوتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تفسیر خاتم النبیین اور بزرگانِ سلف

تقریر مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد ۔ برموقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۷۷ء

حیرت انگیز کلام

ہمارے ہادی، ہمارے مولیٰ، سید الانبیاء افضل الرسل، فخر المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالمگیر نبوت کا دامن ازل سے ابد تک پھیلا ہوا ہے۔ اسی لئے خداوند علیم و حکیم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن کریم جیسا حیرت انگیز کلام عطا فرمایا جو غیر محدود حقائق و معارف اپنے اندر رکھتا ہے۔

غیر محدود معارفِ قرآنی

یہی وہ حقیقت ہے جس کی طرف حضرت امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ (شہادت ۲۹ رمضان ۴۰ھ) نے بھی امتِ مسلمہ کو خاص طور پر متوجہ کیا اور کوفہ کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:۔

"اگر میں چاہوں تو سورۃ فاتحہ کی ایسی تفسیر لکھ سکتا ہوں جو ستر اونٹوں پر بھی بھاری ہو۔"

(جواہر الاطلاع ص ۱۶۸)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ (متوفی ۶۸ھ) کو ایک دفعہ حضرت علیؓ کے یہاں رات گزارنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ ساری رات بسم اللہ کی ب کی شرح بیان فرماتے رہے یہاں تک کہ دن چڑھ گیا۔ (زبدۃ الحقائق از عین القضاۃ ہمدانی رح بحوالہ "ختم الہدیٰ سبل السوی" ص ۲۷)

حضرت شیخ عبدالکریم جنبلی یمنی نے انیس جلدوں میں بسم اللہ کے ہر حرف کی تفسیر لکھی۔ (مکتوبات حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (اردو) ص ۲۵۱)

قطب الاقطاب، غوث اعظم، شیخ الاسلام محی الدین حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح (متوفی ۵۶۱ھ) کی مجلس میں کسی قاری نے ایک آیت پڑھی۔ آپ نے اس آیت کی چالیس تفسیریں بیان فرمائیں۔ اہل مجلس آپ کے اس کمالِ علمی پر دنگ رہ گئے۔ (اخبار الاخیار اردو صفحہ ۳۵)

سبحۃ المرجان میں ہے کہ:۔

"حضرت علامہ علی بن احمد المہائمی (متوفی ۸۳۵ھ) نے جو برصغیر پاک و ہند میں نویں صدی ہجری کے حنفی بزرگ ہیں، نحوی ترکیب کے اعتبار سے الٓمٓ سے لے کر الذین یؤمنون بالغیب تک جن وجوہ اعراب کی تخریج کی ان کی تعداد بارہ کروڑ تراسی لاکھ چوالیس ہزار پانچ سو چوبیس ہے۔"

(سبحۃ المرجان از حسان الہند حضرت مولانا غلام علی آزاد بلگرامی رح متوفی ۱۲۰۰ھ)

شیخ الشیوخ غوثِ صمدانی حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رح (متوفی ۹۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ:۔

"میرے بھائی شیخ افضل الدین نے سورۃ فاتحہ سے دو لاکھ علم ایک نکالے ہیں اور سینتالیس ہزار ایک اور نوسو ننانویں ایک۔ اور پھر کہا ہے کہ یہ تو وہ علوم ہیں جو علوم قرآن کے اصول ہیں۔ پھر ان تمام علوم کو صرف بسم اللہ سے نکال کر دکھلایا ہے پھر کہا ہے کہ یہ تمام علوم صرف اس نقطہ میں موجود ہیں جو بسم اللہ کی بار کے نیچے لکھا ہوا ہے۔

شیخ موصوف کہا کرتے تھے کہ ہمارے نزدیک انسان قرآن شریف کی معرفت میں کامل نہیں ہوتا جب تک اس میں یہ ملکہ نہ ہو جائے کہ قرآن مجید کے تمام علوم اور مجتہدین کے تمام مذاہب حروف ہجا کے جس حرف سے چاہے نکال کر دکھلا دے۔"

(مواہب رحمانی (ترجمہ اردو میزان شعرانی) جلد اول ص ۲۳۵)

حضرت قاضی ابوبکر محمد بن العربی الاشبیلی رح (متوفی ۵۴۶ھ) "قانون التاویل" میں فرماتے ہیں کہ قرآن میں ستر ہزار علوم موجود ہیں۔ (اتقان نوع ۶۵ للسیوطی رح جلد ۲ ص ۱۲۹)

حضرت شیخ الکامل ابو محمد روزبہان شیرازی (متوفی ۶۰۶ھ) نے تفسیر عرائس البیان کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کے اس ازلی کلام کے ظاہر و باطن کی کوئی حد و نہایت نہیں اور نہ اس کے کمال اور انتہا تک کوئی پہنچ سکتا ہے۔ وجہ یہ کہ اس کے ہر حرف کے نیچے اسرار کا سمندر موجزن ہے اور انوار کی نہر جاری ہے۔" (ص ۳)

حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ:۔

"لاتنقضی عجائبہ"

(کنز العمال جلد ۱ ص ۹۵)

قرآن کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہونگے

پھر فرمایا:۔

"لایکون الرجل فقیھا کل الفقہ حتی یری للقرآن وجوھا کثیرۃ"

(البرھان فی علوم القرآن جلد ۲ ص ۳)

یعنی کوئی شخص فقیہ کامل نہیں ہوسکتا جب تک اس کی نظر قرآن کے کثیر پہلوؤں تک نہ پہنچے۔

خود اللہ جل شانہ قرآنی معانی و مطالب کے اس وسیع اور ناپیداکنار سمندر کی نسبت فرماتا ہے:۔

"ولو انّ ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمٰت اللہ ان اللہ عزیز حکیم"

(لقمان: ۲۸)

یعنی اگر زمین کے تمام درختوں کو قلموں میں اور سمندروں کو سیاہی میں بدل دیا جائے اور پھر سات اور سمندروں کا پانی بھی سیاہی بنا دیا جائے اور اس سے کلام اللہ کی تفسیر لکھی جائے تو قلم ٹوٹ جائیں گے اور سمندروں کی سیاہی بھی خشک ہو جائے گی مگر قرآن کا سمندر پھر بھی بھرا ہی رہے گا اور اس کے معارف ختم ہونے میں نہیں آئیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ یقیناً غالب اور بڑی حکمتوں والا ہے۔

خاتم النبیین کا دائمی معجزہ

برادرانِ اسلام! اس وقت قرآن عظیم کے غیر محدود حقائق میں سے ایک ایسے زندہ اور دائمی معجزہ کو پیش کرنا مقصود ہے جو قرآن کی اس عظیم الشان سچائی پر قیامت تک کے لئے برہانِ قاطع کی حیثیت رکھتا ہے

یہ معجزہ ہے خاتم النبیین کا عدیم المثال منصب جس کا دنیا میں پہلی بار اعلان ۵ھ میں سورۃ احزاب میں کیا گیا۔ یہ مقدس اعلان جن مبارک اور پُرتاثیر الفاظ و کلمات میں تھا وہ یہ ہیں:۔

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیما"

(احزاب: ۴۱)

فرمایا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر ایک شے کا خوب علم رکھتا ہے۔

شانِ نزول

تفاسیر، احادیث اور تواریخ سے متفقہ طور پر ثابت ہے کہ یہ معرکۃ الآراء آیت ان ایام کی یادگار ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ (شہید ۸ھ) نے آنحضور کی انتہائی مصالحانہ کوششوں کے باوجود آپ کی پھوپھی زاد بہن برّہ بنت جحش کو طلاق دے دی اور آنحضرت نے ان سے نکاح کر لیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر امام بیضاوی رح (متوفی ۶۸۵ھ) فرماتے ہیں:۔

"یہ ایک ابتلائے عظیم تھا۔"

(زرقانی جلد ۳ ص ۲۲۵)

ابن کثیر جلد ۲ ص ۱۸۸ میں ہے کہ:۔

"اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح آنحضرت سے خود پڑھا اور اس سلسلہ میں جبریل امین کو بھیجا۔"

حضرت علامہ شہاب الدین احمد قسطلانی رح (متوفی ۹۲۳ھ) نے لکھا ہے کہ:۔

"عقد کے بعد آنحضرت نے برّہ کا نام زینب رکھا۔"

(زرقانی جلد ۳ ص ۲۴۶)

جس کے معنے ابوعبداللہ محمد ابن الاعرابی الکوفی (متوفی ۲۳۱ھ) کے نزدیک خوبصورت اور خوشبودار درخت کے ہیں۔ (لسان العرب زیر لفظ زینب)

آنحضرتؐ روحانی باپ کی حیثیت سے

نکاح ایک عام بات ہوتی ہے مگر منافقوں نے، جن کا ان دنوں زور تھا اس موقعہ پر انتہائی خبثِ باطن کا ثبوت دیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام (فداہ نفسی) کے خلاف ہنگامہ کھڑا کر دیا۔ حضرت علامہ محمد عبدالباقی الزرقانی رح (متوفی ۱۱۲۲ھ) شرح مواہب اللدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں منافقوں نے کہا کہ نعوذ باللہ محمد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی بہو کو حرم میں داخل کرلیا ہے اور اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کر لی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ کی یہ آیت نازل فرمائی۔ حضرت عبداللہ ابن عطیہ دمشقی رح (متوفی ۳۸۳ھ) کا قول ہے کہ منافقوں میں اس شادی کی بناء پر جو وسوسہ پیدا ہو گیا تھا۔ اللہ سبحانہ نے اس آیت کے ذریعہ اس کا ازالہ فرمایا (اور بتایا کہ جب آنحضرتؐ کسی بالغ مرد کے باپ نہیں ہیں تو زیدؓ آپؐ کے بیٹے ہوئے نہ ان کی بیوی آپؐ کی بہو ٹھہریں)

پھر فرمایا:۔

"وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ
خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ"

یعنی آپؐ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

حضرت علی ابن احمد المہائمی رح (متوفی ۸۳۵ھ) نے "لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ" کی تفسیر میں لٰکِنْ کے حرف کو خاص طور پر بہت اہمیت دی ہے اور یہ بصیرت افروز استدلال فرمایا ہے کہ جہاں شروع آیت میں آپؐ کے جسمانی باپ ہونے کی نفی کی گئی تھی۔ وہاں اس حصہ میں بتایا گیا ہے آپؐ امت کے روحانی باپ ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"لٰکِنْ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ابوت کے معنی ہیں۔ پس جب آنحضورؐ اللہ کے رسول ہیں تو آپؐ اپنی امت پر ویسے ہی شفیق اور ناصح ہیں جیساکہ باپ اپنے بیٹے کا خیرخواہ ہوتا ہے"

(تبصیر الرحمٰن و تیسیر المنان جز ثانی صفحہ ۱۶۰)

اس سے ملتی جلتی تفسیر ندوۃ العلماء ناصر الشریعۃ حضرت علی ابن محمد البغدادی رح (متوفی ۷۴۱ھ) نے تفسیر خازن میں، اور امام جلیل حضرت علامہ ابوالبرکات عبداللہ نسفی رح (متوفی ۷۱۰ھ) نے مدارک التنزیل میں فرمائی ہے

ایک عارف کا قول ہے کہ سے

"ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آں گنج کرم بنہادہ است"

معراج میں امت کا روح پرور نظارہ

دشمنانِ اسلام نے اگرچہ یہ سارا فتنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو بدنام کرنے کے لئے اٹھایا تھا مگر اس کے نتیجہ میں خالقِ کون ومکاں کی طرف سے دنیا کو بتایا گیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رسول بھی ہیں اور خاتم النبیین بھی!! جس سے ان کفار کے پر زبردست ضرب کاری لگی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نعوذ باللہ ابتر رکھتے تھے کیونکہ اس میں خبر دی گئی تھی کہ اگرچہ جسمانی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] نرینہ اولاد نہیں مگر اپنی امت کے روحانی باپ کی حیثیت سے آپؐ کی روحانی اولاد اتنی کثیر ہوگی (اور جیساکہ آپؐ کو معراج میں بتایا گیا) اتنی کثرت سے ہوگی کہ زمین کے ذرّے سمندروں کے قطرے اور آسمان کے ستارے گنے جا سکیں گے مگر محمد مصطفیٰؐ کی امت کو شمار نہیں کیا جا سکے گا۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے کہ جب آنحضرتؐ کو معراج کرائی گئی تو بعض ایسے انبیاء پر آپؐ کا گزر ہوا جن کے ساتھ ایک جم غفیر تھا بعض ایسے تھے جن کے پاس صرف چند لوگ جمع تھے اور بعض کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا (نیز) حنظلہ نبی بھی انہیں میں سے تھے ہو گئے جن کی نسبت آنحضرتؐ نے بتایا کہ ان کی قوم نے انہیں نہایت بیدردی سے ذبح کر کے ان کا گوشت پکایا اور پھر فرسے لے کر اسے کھایا اور اس کا شوربہ استعمال کیا۔ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۱۶۵)

سیرِ معراج میں حضور علیہ السلام کا گزر ایک بہت بڑے مجمع پر ہوا۔ پوچھا کون ہیں؟ جبریلؑ نے عرض کیا موسیٰؑ اور ان کی قوم ہیں۔ لیکن یا رسول اللہؐ! اپنا سر ذرا اوپر اٹھایئے! فرماتے ہیں دیکھتا کیا ہوں کہ اتنا عظیم الشان اجتماع ہے کہ سب آفاق کو گھیر رکھا ہے اور کہا گیا کہ یہ آپؐ کی امت ہے۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۴۴)

عرش کا یہ روح پرور نظارہ دراصل "وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ" کی عملی تفسیر ہے۔

خاتم النبیین میں دریائے حقائق

اس پس منظر میں جب ہم بزرگانِ سلف کے افکار و خیالات کی رو سے "خاتم النبیین" کے ارفع ترین اکمل ترین اور اعلیٰ ترین مقامِ محمدیت پر غور کرتے ہیں تو ان دو لفظوں میں ہمیں صحیح حقائق و معارف کا ایک ٹھاٹھیں مارتا دریا نظر آتا ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رح (متوفی ۹۱۱ھ) نے "البہجۃ السویۃ فی الاسماء النبویہ" میں اور حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی رح (متوفی ۹۴۲ھ) نے "سبل الہدیٰ والرشاد" میں پانچ سو اور حضرت شمس الدین محمد ابن قیم رح (متوفی ۷۵۱ھ) اور بعض دوسرے اکابر صوفیاء نے ایک ہزار نام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بتائے ہیں (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵)

باایں ہمہ یہ حقیقت اپنی جگہ قائم ہے کہ گزشتہ تیرہ سو سال میں جو مشاہیر امت گزرے ہیں انہوں نے سب سے بڑھ کر جس پیارے نام کی تفسیر بیان کی ہے وہ "خاتم النبیین" ہی ہے اور یہ امر قرآن مجید اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کی محکم دلیل ہے کیونکہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے:۔

"وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا
عِنْدَنَا خَزَآئِنُہٗ وَمَا
نُنَزِّلُہٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ"
(الحجر: ۲۲)

ہمارے پاس ہر شے کے خزانے موجود ہیں لیکن ہم اسے ایک معین اندازے سے ہی نازل کرتے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے صاف طور پر ثابت ہے کہ ہر شے خصوصاً قرآنی خزائن آسمان پر موجود ہیں جو ضرورتِ زمانہ اور مقتضائے مصلحت و حکمت کے مطابق ہمیشہ ہی اترتے چلے جائیں گے۔ علاوہ ازیں خاص طور پر آیت خاتم النبیین کے اندر پہلے سے ہی یہ پیشگوئی موجود ہے کہ:

"کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ
عَلِیْمًا"

یعنی اللہ تعالیٰ ہر شے کو پوری طرح جانتا ہے اسے علم ہے کہ خاتم النبیین کے اندر کیا اسرار، معارف اور حقائق چھپے ہوئے ہیں اور کس زمانہ میں کن بندگانِ الٰہی عشاقِ قرآن اور فدایانِ خاتم الانبیاءؐ کے ذریعہ ان کا ظہور مقدر ہے۔

بزرگانِ سلف اور آیت خاتم النبیین کے تیئس معانی:

جن جلیل القدر بزرگوں نے مقام خاتم النبیین پر روشنی ڈالی ہے ان میں "مدینہ علم کے باب" یعنی حضرت علیؓ ابن ابی طالب جیسے خلیفہ راشد (شہادت ۱۷ رمضان ۴۰ھ) حضرت علامہ راغب اصفہانی رح (متوفی ۵۰۲ھ) جیسے امام لغت، قطب الاقطاب حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح (متوفی ۵۶۱ھ) جیسے آفتابِ طریقت، حضرت محی الدین ابن عربی رح (متوفی ۶۳۸ھ) حضرت مولانا جلال الدین رومی رح (متوفی ۶۷۲ھ) حضرت ابوالحسن شریف رضی رح (متوفی ۴۰۶ھ) حضرت شیخ فریدالدین عطار ہمدانی رح (متوفی ۶۲۷ھ) حضرت صوفی عبدالرزاق کاشانی رح (متوفی ۷۳۰ھ) حضرت سید عبدالکریم جیلانی رح (ولادت ۷۶۷ھ) حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رح (متوفی ۹۷۳ھ) حضرت عبدالرحمٰن جامی رح (متوفی ۸۹۸ھ) حضرت شاہ عالم (متوفی ۸۸۰ھ) حضرت مجدد الف ثانی رح (متوفی ۱۰۳۴ھ) حضرت ملا فتح اللہ کاشانی رح (متوفی ۹۸۸ھ) حضرت حسین بن علی واعظ کاشفی رح (متوفی ۹۱۰ھ) حضرت سید مظفر علی شاہ رح (متوفی ۱۲۹۹ھ) اور حضرت شاہ بدیع الدین مدار (متوفی ۸۵۱ھ) جیسے صوفیاء عظام، حضرت امام فخرالدین رازی رح (متوفی ۶۰۶ھ) اور حضرت علامہ الشیخ اسمٰعیل حقی البروسوی رح (زمانہ بارھویں صدی ہجری) جیسے مفسر، حضرت علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون رح (متوفی ۸۰۸ھ) اور حضرت امام زرقانی رح (متوفی ۱۱۲۲ھ) جیسے مؤرخ حضرت امام محمد بن یوسف صالحی الشامی رح (متوفی ۹۴۲ھ) جیسے سیرت نگار، حضرت امام تقی الدین سبکی رح (متوفی ۷۵۶ھ) جیسے علماء ربانی حضرت امام محمد طاہر گجراتی رح (متوفی ۹۸۶ھ) جیسے محدث، حضرت علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح (متوفی ۱۱۷۶ھ) جیسے مجدد اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رح (متوفی ۱۲۹۷ھ) اور حضرت مولانا عبدالحی امام اہل سنت (متوفی ۱۳۰۴ھ) جیسے متکلم اسلام شامل ہیں

اللہ تعالیٰ نے قرآنی علوم کے حصول کے لئے صاحب عرفان ہونا ایک بنیادی شرط قرار دی ہے جیساکہ فرمایا:۔

"اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ
فِیْ کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ ۝ لَّا
یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ ۝"
(الواقعہ: ۷۸-۸۰)

یقیناً یہ قرآن کریم ایک چھپی ہوئی کتاب میں ہے یعنی اس میں دقیق اشارات عجائب اسرار اور مخفی در مخفی نکات ملے جاتے ہیں جو انہی پر کھلتے ہیں جو اس کے حضور پاک اور مطہر قرار پاتے ہیں۔

یہ سب اخیار و ابرار جن کے اسماء گرامی میں نے ابھی بتائے ہیں اسی پاک اور مطہر گروہ میں شامل تھے۔ جن پر حسب استعداد و مراتب انوارِ قرآنی کا نزول ہوا اور انہیں کشف والہام میں بھی قرآنی علوم سکھائے جاتے تھے جیساکہ ان کی تحریرات و فرمودات سے بھی پتہ چلتا ہے (فتوحات مکیہ جلد ۱ صفحہ ۲ دیباچہ تنبیہ المغترین صفحہ ۸)

حضرت شیخ الشیوخ سلطان المشائخ خواجہ فریدالدین گنج شکر رح کا فرمان ہے کہ:۔

"عالم وہ ہے جسے بغیر علم حاصل ہوا اور نبوی علم آسمانی ہے جیسا آنحضرتؐ کو وحی سے سکھایا گیا؟"

(راحت القلوب اردو صفحہ ۳۶)

قدوۃ السالکین حضرت شیخ عثمانؒ فرماتے ہیں کہ سے

"آنکہ از حق یابد الہام جواب
ہرچہ فرماید نبود غیر صواب"

ترجمہ۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے الہامی جواب پاتا ہے جو کچھ وہ کہتا ہے صحیح ہوتا ہے۔

(تسہیل مکتوب الخ صفحہ ۱۱)

(باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۷۷ء کی مختصر رُوداد

اجلاس پنجم منعقدہ ۲۸ر دسمبر ۱۹۷۷ء

(۲)

غانین وفد کے نمائندہ کی تقریر

محترم شیخ مبارک احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد (تعلیم القرآن) کے بعد مکرم تھامس عبداللہ باٹنگ صاحب آف غانا نے غانین وفد کی نمائندگی کرتے ہوئے حاضرین جلسہ سے انگریزی زبان میں مختصر خطاب فرمایا۔ سب سے پہلے آپ نے نصف ملین (پانچ لاکھ) غانین احمدیوں کا محبت بھرا اسلام احباب تک پہنچایا۔ پھر فرمایا گزشتہ سال بھی جماعت احمدیہ غانا نے تین افراد پر مشتمل ایک وفد جلسہ سالانہ کے موقع پر ربوہ بھیجا تھا۔ اس سال چھ افراد پر مشتمل وفد ربوہ آیا ہے۔ جن میں سے ایک میں بھی ہوں۔ وفد کے ایک سینیئر ممبر الحاج الحسن عطا ۱۹۵۰ء سے قبل بھی ربوہ آ چکے ہیں۔ اس سال انہیں چھٹی بار مرکزِ احمدیت کی زیارت کا موقع ملا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ غانا میں سب سے پہلے ۱۹۲۱ء میں حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر کے ذریعہ احمدیہ مشن قائم ہوا اور اب وہاں احمدیت نے ایسا مقام پیدا کر لیا ہے کہ تمام لوگ اسے سمجھنے لگے ہیں۔ میں اس مختصر سے وقت میں جماعت احمدیہ غانا کی تمام تبلیغی، تعلیمی اور رفاہی سرگرمیوں کا ذکر تو نہیں کر سکتا ہاں اتنا ضرور کہوں گا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی برکات اور افضال سے جو حصہ ملا ہے وہ محض خلافت کے طفیل ہے اور ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ نعمت ہمیشہ ہمارے پاس رہے۔ غانا میں جماعت احمدیہ کا ایک ۲۰ سالہ پرانا کالج ہے۔ چار مزید کالج قائم ہو چکے ہیں۔ پھر سیکنڈری سکول ہیں، کئی مڈل سکول ہیں، پھر ہسپتال "نصرت جہاں آگے بڑھو پروگرام" کے ماتحت قائم ہو چکے ہیں جو بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

فلسفہ حج

اس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد وقفِ جدید نے "فلسفہ حج" پر تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔ حج کا فلسفہ ایک لفظ میں بیان کرنا ہو تو وہ عشق ہے۔ اس اسلامی عبادت میں عشق کے سارے لوازمات اور محبت کے سارے ارکان پائے جاتے ہیں۔ اس کے دوران کی جانے والی تمام حرکات عشق کے ایسے مناظر ہیں جن کی نظیر دنیا میں نہیں مل سکتی۔ حج عشق اور جنونِ محبت کا دوسرا نام ہے۔ حج کے دوران تمدن کو خیرباد کہہ دینا، دو سادہ چادروں میں ملبوس ہو جانا، کعبۃ اللہ کا طواف، مروہ اور صفا کے درمیان دوڑنا، سر منڈانا، ایک لق و دق میدان میں ڈیرے لگا دینا، قربانی دینا، حجرِ اسود کو بوسہ دینا، رمی جمار کرنا، بلند آواز سے اور متواتر والہانہ رنگ میں تلبیہ کہنا اور یہ صدا بلند کرنا کہ اے میرے اللہ میں حاضر ہوں۔ اے میرے اللہ میں حاضر ہوں واردات عشق نہیں تو اور کیا ہے۔

پھر یہ ایک نظریاتی بات ہی نہیں بلکہ اسکے پس منظر میں ایسے واقعات ہیں جو عشق کے نمونوں کے طور پر ہمارے لئے قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیئے گئے ہیں۔ ان واقعات پر نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ وہ کس قسم کا عشق ہے جس کا آج ہم سے مطالبہ کیا جا رہا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ حج میں ہر مذہب اور ہر قوم کی مذہبی رسومات کی نمائندگی اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ اسلام تمام مذاہب کا جامع ہے۔ دو چادروں میں بدن ڈھانپنے پر اکتفا، سر منڈانا، کہیں طواف کرنا اور کہیں جنگل میں دھونی رما لینا۔ کہیں جانور کشی سے پرہیز اور کہیں جانوروں کی قربانی دینا۔ کہیں بلند آواز سے عبودیت اور عجز و انکسار کا اظہار اور کہیں خاموشی سے ذکرِ الٰہی میں مصروف رہنا۔ کبھی ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جانا کہیں ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہونا۔ کہیں سجدہ میں گر جانا اور کہیں رکوع کرنا۔ کبھی بیٹھ کر عبادت کرنا اور کبھی چلتے پھرتے خدائے واحد کے نام کا ورد کرنا۔ یہ سارے طریق عبادت کے ہیں جو حج میں جمع ہیں۔ اس نقطۂ نظر سے دیکھیں تو اسلام کا یہ دعویٰ کتنا سچا معلوم ہوتا ہے کہ ایک عالمی مذہب ہے۔ انسانی فطرت اور عادات کے سب تقاضے اس میں موجود ہیں۔ ہر قوم کی پرستش کا کوئی نہ کوئی انداز اس میں پایا جاتا ہے۔ گویا یہ ایک گلدستہ عبادت ہے جسے بین الاقوامی پھولوں سے سجایا گیا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ حج میں وحدتِ انسانی کا ایک عظیم درس پایا جاتا ہے۔ حج کے موقع پر اطرافِ دنیا سے لوگ اس طرح جمع ہوتے ہیں کہ دنیا کے پردہ پر اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ قومی تفاخر مٹ جاتا ہے۔ مشرق و مغرب ایک ہو جاتے ہیں۔ غریب و امیر اور گورے و کالے کا فرق مٹ جاتا ہے۔ گو وہاں دنیا کی ساری زبانیں جاننے والے جمع ہوتے ہیں لیکن دعائیں اور ذکرِ الٰہی ایک ہی زبان عربی میں ہوتا ہے۔ نفرت اور تعصب کی پٹی آنکھ سے اُتر جاتی ہے۔ اعلیٰ و ادنیٰ کا امتیاز ختم ہو جاتا ہے۔ یہ درسِ وحدت ایک بین الاقوامی معاشرہ کی تعمیر میں مدد دیتا ہے اور شرفِ انسانیت کو قائم کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ سب انسان خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ ان میں سے کسی کو دوسرے پر بلحاظ انسانیت کے کوئی امتیاز حاصل نہیں۔ پھر حج اس لحاظ سے بھی ایک عظیم درس ہے کہ اس موقع پر ہر سال مسلمانوں کے ذی اثر طبقہ میں سے ایک بڑی جماعت ایک جگہ جمع ہو کر تمام عالم کے حالات سے واقف ہوتی ہے۔ ان میں اخوت اور محبت ترقی کرتی ہے۔ وہ ایک دوسرے کی مشکلات سے واقف ہوتے ہیں۔ باہمی تعاون اور ایک دوسرے کی خوبیوں کو اخذ کرنے کا انہیں موقع ملتا ہے اور یہ بات عالمی وحدت کو قائم کرنے میں بڑی ممد اور معاون ہے۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا۔ مکہ کو حج کا مقام مقرر کرنے میں یہ حکمت تھی کہ اس میں خدا کا وہ پہلا گھر ہے جو انسانوں کے فائدہ کے لئے بنایا گیا (اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ) گویا یہ انسان کا وہ مشترکہ ورثہ ہے جو اس وقت خدا کی طرف سے اسے عطا ہوا۔ جب ابھی قومی تمدنی اور مذہبی تقسیم نے اُسے مختلف گروہوں میں نہیں بانٹا تھا۔ یہ وہ منفرد عبادت گاہ ہے جس کی تعمیر نہ ہندوؤں نے کی ہے نہ عیسائی نے اس کی تعمیر کی ہے، نہ یہودیوں نے کی ہے نہ بدھوں نے بلکہ سب مذاہب کے ظہور سے قبل اس انسان نے کی ہے جسے خدا تعالیٰ نے عبادت کا پہلا گھر بنانے کی توفیق بخشی۔ پس بنی نوع انسان کو ایک جگہ اکٹھا کرنے کی حقدار اگر کوئی جگہ ہو سکتی ہے تو وہ مکہ ہی ہے۔

کعبہ کیلئے قِيَامًا لِّلنَّاسِ کے جو الفاظ بیان کئے گئے ہیں ان میں یہ فلسفہ ہے کہ اگر لوگ اسے سمجھ جائیں تو انسانیت باقی رہ سکتی ہے، انسان انسان رہ سکتا ہے لیکن اگر اس فلسفہ کو بھلا دیا جائے تو نہ انسانیت باقی رہ سکتی ہے اور نہ انسان انسان کہلانے کا مستحق رہ سکتا ہے۔

آپ نے فرمایا۔ قِيَامًا لِّلنَّاسِ میں مسلمانوں کے لئے یہ پیغام دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ملنے کے لئے بنی نوع انسان کی طرف لوٹ جاؤ۔ اگر تم نے اپنے خالق کے حقوق ادا کرنے ہیں تو یہ ہو نہیں سکتا کہ تم مخلوق کے حقوق بھول جاؤ۔ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمتِ مسلمہ کو جو نصائح فرمائی ہیں ان سب کا تعلق حقوق العباد سے ہے حقوق اللہ سے نہیں اور اس میں ہمیں یہ سبق دیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کو کامل طور پر پانے کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق سے کامل پیار کیا جائے۔

حج کے موقع پر قربانی کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ذبح کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ یہ بیشک عشق کی ایک عظیم مثال ہے لیکن اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ کہہ کر جو جزا آپ کو دی وہ بھی وفا اور بندہ نوازی کا ایک بے مثال واقعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندہ کو نہ صرف امتحان اور آزمائش سے بچا لیا بلکہ اسے ایسی جزا دی کہ بندہ نوازی کی ایسی کوئی مثال انسانی تصور میں نہیں آ سکتی۔ آپ نے فرمایا ذبح عظیم میں ایک پیشگوئی بھی مضمر تھی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جان کو بچانا اس لئے بھی ضروری تھا تا آپ کی نسل سے وہ نسل جاری ہو جو آئندہ ایک ذبح عظیم کا پیش خیمہ بننے والی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ذبح عظیم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

"حضرت ابراہیمؑ نے جس قربانی کا بیج بویا تھا اور مخفی طور پر بویا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لہلہاتے کھیت دکھائے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے ذبح کرنے میں خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں دریغ نہ کیا۔ اس میں مخفی طور پر یہی اشارہ تھا کہ انسان ہمہ تن خدا کا ہو جائے اور خدا کے حکم کے سامنے اُس کی اپنی جان، اپنی اولاد، اپنے اقربا و اعزا کا خون بھی خفیف نظر آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو ہر ایک پاک ہدایت کا کامل نمونہ تھے، کیسی قربانی ہوئی۔ خونوں سے جنگل بھر گئے۔ گویا خون کی ندیاں بہہ نکلیں۔ باپوں نے اپنے بچوں کو، بیٹوں نے اپنے باپوں کو قتل کیا۔ اور وہ خوش تھے کہ اسلام اور خدا کی راہ میں قیمہ قیمہ اور ٹکڑے ٹکڑے بھی کئے جاویں تو اُن کی راحت ہے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود جلد دوم صفحہ [illegible])

(باقی صفحہ [illegible])

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روداد جلسہ سالانہ ـــ (بقیہ صفحہ ۵)

تقریر کے آخر میں محترم صاحبزادہ صاحب نے فرمایا۔ رجح کے پس منظر میں جو واقعات بیان ہوئے ہیں ان کے بیان کرنے کا یہ مقصد ہے کہ یہ واقعات جو دورِ اوّل میں پیش آئے اب دورِ ثانی میں اے مسیح موعودؑ کے ماننے والو تمہیں بھی پیش آنے والے ہیں، اے احمدیت کے پروانو جو حج سے محبت رکھتے ہو اور جنہوں نے تجدید عہد کی ہے تم میں سے سینکڑوں نہیں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کو دین کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کرنی ہوں گی تمہیں خدا تعالیٰ کی راہ میں جہادِ اکبر کرتے ہوئے اپنی بیویوں اور بچوں کو اکیلے چھوڑنا پڑے گا۔ رزق کے ظاہری سامانوں کو ترک کرنا پڑے گا۔ وطن سے بے وطن ہونا پڑے گا، اپنے اموال کو قربان کرنا پڑے گا اپنی جانیں پیش کرنی ہوں گی تا تم وہ مقاصد حاصل کر سکو جو حج کی عبادت میں اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں، جماعتِ احمدیہ نے اب تک خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر بے مثال قربانیاں پیش کی ہیں لیکن ابھی اور قربانیوں کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے وہ ان قربانیوں کے پیش کرنے سے دریغ نہیں کریں گے، انشاء اللہ

دعائے مغفرت

۱ - میری بڑی والدہ محترمہ بشیرہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم مولانا تاج الدین صاحب مرحوم (سابق ناظم دار القضاء ربوہ) عرصہ تک بیمار رہنے کے بعد ۷ جنوری کو وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ موصیہ تھیں اور بہت نیک، دعاگو اور بزرگ خاتون تھیں۔ ۸ جنوری کو محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح وارشاد ربوہ نے احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد مقبرہ بہشتی میں تدفین عمل میں آئی۔ تدفین مکمل ہونے پر مکرم مولوی منیر احمد صاحب عارف سابق مبلغ نائیجیریا نے دعا کرائی۔

احبابِ جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

(منور احمد نعیم ۳۹/۱۶ دار الرحمت وسطی۔ ربوہ)

۲ - میرے تایا جان محترم چوہدری عنایت اللہ صاحب بٹر سکنہ کرتو ضلع شیخوپورہ چند روز بیمار رہنے کے بعد مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۷۷ء کو بعمر ساٹھ سال وفات پاگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اسی روز مکرم خواجہ خورشید احمد صاحب سیالکوٹی نے مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی مرحوم نے اپنے پیچھے دو بیٹے اور ایک بیٹی چھوڑے ہیں جو سب صاحبِ اولاد ہیں۔

احبابِ جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

(منشاء اللہ بٹر از کرتو ضلع شیخوپورہ)

۳ - خاکسار کے دادا جان چوہدری محمد ابراہیم صاحب آف گھٹیالیاں ۲۹ اگست بروز ہفتہ اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون، مرحوم نے متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں بطور یادگار چھوڑے ہیں۔

احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے، آمین

(منور احمد گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ)

۴ - میرے ابا جان حکیم چوہدری برکت اللہ صاحب بھٹی ریٹائرڈ محکمہ نہر ابن حضرت مولوی نور احمد صاحب مرحوم آف لودھی ننگل صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۸۲ سال کی عمر میں ۱۶ دسمبر ۱۹۷۷ء بروز جمعہ محلہ دار العلوم شرقی ربوہ میں وفات پاگئے، انا للہ وانا الیہ راجعون، مرحوم نے چار لڑکے دو لڑکیاں سات پوتے اور دس پوتیاں اپنی یادگار چھوڑے ہیں، احباب سے مغفرت کے لئے درخواست دعا ہے۔

(مقبول احمد بھٹی۔ لنک نہر کالونی منڈی بہاؤ الدین ضلع گجرات)

تصحیح

الفضل ۱۰ جنوری صفحہ ۵ پر روداد جلسہ سالانہ کے کالم اوّل کے آخری حصہ میں ایک فقرہ غلط شائع ہو گیا ہے صحیح فقرہ یوں ہے "قدرتِ ثانیہ سے مراد نظامِ خلافت ہے" احباب تصحیح فرمالیں۔

(ادارہ)

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ۔ "علم حاصل کرو خواہ چین جانا پڑے" (فرمانِ رسول اکرمؐ)

بیکار مت بیٹھئے

نسیم

کوئی ہنر سیکھئے

محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کیساتھ اب آپکو آٹھ ہنر سکھاتا ہے

	کورس مدت	فیس		کورس مدت	فیس
(۱) سٹیل فکسر	۲ ہفتے	۱۰۰ روپے	(۵) راج	۱ ماہ	۳۰۰ روپے
(۲) شٹرنگ کارپینٹر	"	۱۰۰ روپے	(۶) انٹیریر ڈیکوریٹر	۱½ ماہ	۳۰۰ روپے
(۳) پائپ فٹر	۳ ہفتے	۱۵۰ روپے	(۷) کارڈ ڈرائیونگ	۴ ہفتے	۳۰۰ روپے
(۴) بلڈنگ پینٹر	۲ ہفتے	۸۰ روپے	(۸) ویلڈنگ گیس اینڈ الیکٹرک	۱ ماہ	۲۵۰ روپے

(احمدی احباب کے لئے فیس میں ۱۰% رعایت)

نسیم سٹیل فکسر ٭ ٹریڈ ٹیسٹ اینڈ ٹریننگ سنٹر

بازار لال کھوہ نزد ناصر گدی فروش۔ اندرون موچی گیٹ۔ لاہور (فون ۵۲۲۶۱)

٭ برانچ: مسلم کالونی، بسطامی روڈ۔ سمن آباد۔ لاہور ٭

(احمدی بھائیوں کی اپنی ائیر کنڈیشنڈ دکان)

نیو پاک جیولرز

۱۱۱ فیروز پور روڈ نزد گلیکسی سینما

۱۲ - ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور۔ فون ۴۱۰۹۷۴

ہمارے ہاں

مندرجہ ذیل یونانی ادویات ہر وقت مل سکتی ہیں۔ دوائی کا نام اور قیمت درج ذیل ہے

(۱) "حبِ اطہرا" مکمل کورس (۲۰۰ گولی) پچیس روپے

(۲) "نرینہ اولاد گولیاں" (تین کیپسول تیس گولیاں) تیس روپے

(۳) "زود جامِ عشق" (۶۰ گولی) تیس روپے

ملنے کا پتہ: "مشہور دواخانہ" (رجسٹرڈ)

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ بمبر ۱۹۰ فون نمبر ۴۸۴۴

اعلانِ نکاح

مورخہ ۲۹/۱۲/۷۷ بروز جمعرات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت خاکسار کی بچی عزیزہ عائشہ جمال صاحبہ بی۔ اے کا نکاح مبلغ دس ہزار روپیہ حق مہر پر عزیزم محمد نور سلطان صاحب ایم۔ ایس سی (کیمسٹری) شفٹ انچارج کلیلوز کمپنی کراچی کے ساتھ پڑھا۔ احبابِ کرام دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

(جمال الدین احمد نیوز پیپرز ایجنٹ جھنگ بازار جھنگ صدر)

مشرقی دوائیں مشرقی مزاج کے موافق ہیں جن کا اثر صدیوں سے تسلیم شدہ ہے

آپ کا خادم

صدر دواخانہ

بالمقابل ایوانِ محمود

گولبازار۔ اقصیٰ روڈ۔ ربوہ